باب۔ ۱۱

تمہید

فص صالحیہ

Sidrah Publications

فرد (یا طاق) وہ ہے جو دو پر تقسیم نہ ہو، اور زوج (یا جفت) وہ ہے جو دو پر تقسیم ہو۔ واحد کو مبدا ے اعداد (یا اعداد کی اصل وابتدا) کہتے ہیں، اور فرد نہیں کہتے۔ پہلا فرد تین ہے اور دوسرا فرد پانچ ہے۔۔۔ علیٰ ہاذالقیاس (یعنی اسی طرح سے) مسئلہ تکوینِ خلق اس طرح پر ہے کہ ذاتِ حقہ، عالم ہے (اور) عینِ ثابتہ، معلوم ہے جو ذاتِ حقہ سے بتوسط فیضِ اقدس، علم میں نمایاں وثابت ہوا ہے۔ عالم و معلوم میں ارتباط کا نام علم ہے۔ حق تعالیٰ عینِ ثابتہ کو کُن کا حکم دیتا ہے۔ اس کے مقابل عینِ ثابتہ جو معلومِ حق ہے قولِ کُن کو سنتا ہے، اور امتثالِ امر کرتا ہے یعنی موجود ہو جاتا ہے۔ صوفیہ (کی زبان میں) بلکہ عام محاورے میں وجود "وجودِ خارجی" کو کہتے ہیں۔ وجودِ علمی کو "ثبوت" کہتے ہیں۔ فلاں شئے معدوم سے موجود ہوگئی ہے، یعنی پہلے موجود فی الخارج نہ تھی اب موجود فی الخارج ہو گئی ہے، گو پہلے علم میں موجود رہا کرے ۔۔۔ اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ تکوین، خلق یا تخلیقِ تثلیث پر مبنی ہے۔ یعنی دو چیزوں کے ملنے سے، ان میں ارتباط پیدا ہونے سے، مرکب پیدا ہوتا ہے۔ حدوث، مرکب کی صفت ہوتی ہے نہ کہ اجزا کی۔ مثلاً بتوسط اوسط، اصغر و اکبر کے مرتبط ہونے سے نتیجے کا علم حادث ہوتا ہے۔ جیسے عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے، تو عالم حادث ہے۔ یہاں عالم اصغر ہے اور حادث اکبر ہے۔ متغیر دونوں کو ربط دینے والا اوسط ہے۔ عالم حادث ہے۔ نتیجہ ہے، جو اصغر و اکبر کے ارتباط سے حادث ہوتا ہے۔

اس مقام پر شیخ (ابن عربی) رحمتہ اللہ علیہ نے منطق کے کچھ مسائل چھیڑ دیے ہیں۔ لہٰذا مجھے بھی لازم ہو گیا ہے کہ ان کی تشریح مختصر طور سے کر دوں تاکہ سمجھنے میں دقّت نہ ہو۔

۔ انسان اور ناطق (یعنی بولنے والا، ذی عقل) دونوں متساوی ہیں، (ایک ہیں)۔ ایک کا دائرہ دوسرے کے دائرے پر منطبق ہوتا ہے۔ (دیکھئے اگلے صفحے پر خاکہ: ۱)

۔ انسان اور فرس (یعنی گھوڑا) دونوں متبائن (یاالگ) ہیں۔ ایک کا دائرہ دوسرے کے دائرے سے بالکلیہ جدا ہے۔ (دیکھئے خاکہ:۲)

۔ انسان خاص ہے۔ چھوٹی کلّی ہے اور اس کا دائرہ چھوٹا ہوتا ہے۔ حیوان عام ہے اس کا دائرہ بڑا ہے۔ انسان و غیر انسان کو حاوی ہے۔ (دیکھئے خاکہ:۳)

۔ انسان و ابیض (یعنی گورے) میں عموم من وجہ ہے۔ ہر ایک کا دائرہ دوسرے سے کچھ ملتا ہے، اور کچھ جدا ہوتا ہے۔ اطالین (اٹلی کا باشندہ) ابیض بھی اور انسان بھی ہے۔ حبشی (افریقی باشندہ) انسان تو ہے مگر ابیض نہیں۔ برف ابیض (یا سفید رنگ کا) ہے مگر انسان نہیں۔ (دیکھئے خاکہ:۴)

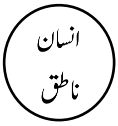

(خاکہ: ۱)

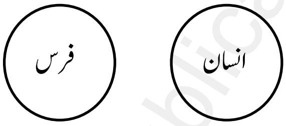

(خاکہ: ۲)

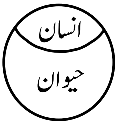

(خاکہ: ۳)

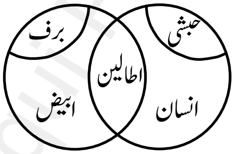

(خاکہ: ۴)

دعوے یا نتیجے کا محکوم علیہ {مبتدا۔ موضوع یا سبجیکٹ (subject)} کو اصغر یا حدِ اصغر کہتے ہیں۔ اس قضیے {جملے یا sentence} کو جس میں اصغر ہے، صغریٰ کہتے ہیں۔

دعوے کے محکوم {خبر۔ محمول یا predicate} کو اکبر یا حدِ اکبر کہتے ہیں۔ اور جس میں اکبر رہتا ہے اس جملے کو کبریٰ کہتے ہیں۔ وہ کلمہ (یا حد یا لفظ) جو صغریٰ و کبریٰ دونوں میں مشترک طور سے پایا جاتا ہے۔ اوسط یا حدِ اوسط کہلاتا ہے۔

(اگلے صفحے پر دکھائے گئے خاکہ:۵ میں) شکل اوّل سب سے واضح اور بدیہی طور سے نتیجہ بخش یا منتج ہے۔ پہلی شکل میں صغریٰ میں اوسط، اصغر پر محمول ہوتا ہے اور کبریٰ میں اکبر کا موضوع رہتا ہے۔

Siddiqui Publications

اس طرح الف، ب ہے (اور) ب، ج ہے تو الف، ج ہے۔ الف، اصغر ہے۔ ب اوسط {جو مکرر ہے (کامن ہے)} گر جاتا ہے اور "الف ج" رہ جاتا ہے۔

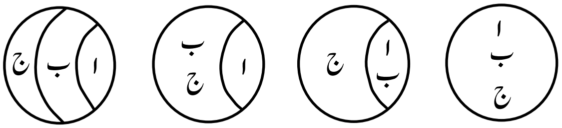

موجبات نتیجہ ا، ج ہے

(خاکہ: ۵)

پہلی شکل میں صغریٰ کا مثبت یا موجبہ ہونا اور کبریٰ کا کلیہ ہونا شرط ہے۔ اگر صغریٰ موجبہ نہ ہو یا کبریٰ کلیہ نہ ہو تو نتیجے کا صحیح نکلنا ضرور نہیں۔ کبریٰ میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اوسط کے تمام افراد پر اکبر صادق آتا ہے۔ صغریٰ میں بیان کیا جاتا ہے کہ اصغر، افرادِ اوسط سے ہے۔ تو ظاہر ہے کہ اکبر، اصغر پر صادق آئے گا۔ ان دوائر (یعنی ان دائروں) پر غور کرو، نتیجہ بداہتاً (واضح طور پر) صحیح و درست ہو گا۔

شیخؒ نے اس مقام پر ایک اور مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ خیر و شر سب بندے کی طرف سے ہے۔

(اس بارے میں) قرآن شریف میں تین آیتیں ہیں:

۱۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ، (یعنی) ہر نفس کے لیے وہی شئے خیر و مفید ہے جو اس نے کسب کیا اور کمایا، (البقرة:۲۸۶)۔

۲۔ مَّا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّـهِ وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ، (یعنی) تجھ کو جو بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے، اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیری طرف سے ہے، (النساء:۷۹)۔

۳۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّـهِ، (یعنی) تم کہو سب خدا کے پاس سے ہے، (النساء:۷۸)۔

اس مسئلے کی تحقیق یہ ہے کہ ہر شخص کا جیسا عینِ ثابت اور اس کی طبیعت ہو گی ویسا ہی کام وہ کرے گا۔ خدائے تعالیٰ تو اس کی فطرت اور طبیعت کے اقتضاءات کو نمایاں اور موجود کرتا ہے۔ لہٰذا بھلا کیا تو تم نے، اور برا کیا تو تم نے۔ خدا پر کیا الزام۔؟ یہ توجیہ ہے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ کی۔ رونا ہے تو اپنے کو روؤ۔

تو نے وہ دیا جو میں نے مانگا تھا تیرا کمالِ فی سوالی

برا بھلا ہم کرتے ہیں منشا کیوں کہ طبیعت ہے
دیتا ہے ہر ایک کو حکیم جس کی کیسی فطرت ہے

Siddiqui Publications

یہ بات بھی ظاہر ہے کہ موجودات، اسماے الٰہی کے جلوے ہیں۔ کیوں کہ موجود بالذات صرف ذاتِ حق ہے۔۔۔ عینِ ثابتہ و فطرت مخلوق کے موافق تمام آثار ظاہر ہوں گے۔ آئینے کی جیسی استعداد ہوگی ویسا ہی اس سے انعکاس ہوگا۔ وہی شئے زیادہ اچھی ہوگی جو اسماے الٰہیہ کو زیادہ منعکس کرے گی۔ لہٰذا خیر تو وجودِ الٰہی سے ہوتا ہے، اور شر عدم انعکاس اسماے الٰہی اور ناقص استعداد سے۔

شریت سب عدم سے ہے　　　　ہست میں سب خیریت ہے
فہم میں جو شر آتا ہے　　　　مرجع اس کا اضافت ہے

یہ ہے توجیہ مَّا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّـهِ وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ کی۔

یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اگر خداے تعالیٰ خلق و تکوین نہ فرمائے تو کچھ بھی نمایاں نہ ہوگا۔ نہ کسی کا خیر ہی نمایاں ہوگا، نہ کسی کا شر ہی ظاہر ہوگا۔ پس تینوں آیتیں اپنے اپنے مقام پر قائم ہیں۔

خیر سے خیر ہی ہوتا ہے
بد فہمی میں شرارت ہے

یہ ہے توجیہ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّـهِ کی۔

Siddiqui Publications